سوال نمبر 1

اسلام میں عقیدہ رسالت کی وضاحت کریں انسانی زندگی میں اس کی اہمیت کو بیان کریں

تعارف

اسلام کے پانچ بنیادی عقائد ہیں ان میں سے عقیدہ رسالت بھی ایک ہے اس عقیدہ پر ایمان لائے بغیر کوئی بھی شخص مسلمان نہیں ہو سکتا

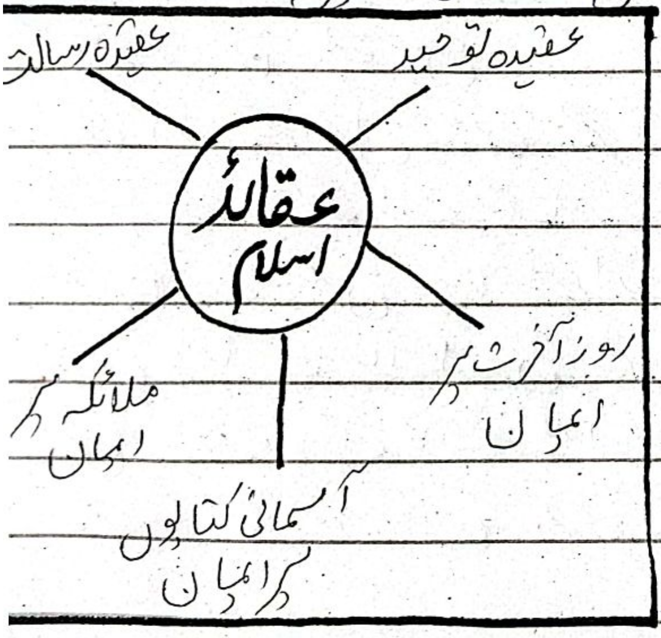

رسالت پر ایمان سے مراد ہے کہ اللہ تعالی نے لوگوں تک پیغام پہنچانے کا جو سلسلہ اختیار کیا اس کو برحق مانا جائے۔ ہمیں اس پر ایمان رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالی اپنی رسالت کے لیے جن انبیاء کا جن رسولوں کا انتخاب کرتا ہے وہ تمام قسم کے عیبوں سے پاک ہوتے ہیں اور اعلی خصوصیات کے حامل ہوتے ہیں۔ انبیاء کرام ہی لوگوں کو ترغیب دیتے کہ کس طرح اللہ تعالی کا قرب حاصل کیا جائے۔ اور ایک انسان کس طرح اپنی زندگی گزار سکتا لہذا انبیاء کرام کو مبعوث فرما کر اللہ تعالی نے نسل انسانی پر بہت بڑا احسان کیا

رسالت کے معنی و مفہوم

رسالت (رسالۃ) عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی پیغام پہنچانا۔ رسول کے لفظی معنی پیامبر، قاصد، ایلچی۔ لہذا پیغام پہنچانے والے کو رسول کہتے ہیں۔ دینی اصطلاح میں رسالت کا معنی ہے اللہ کا پیغام پہنچانے والا۔

بالکل اسی طرح نبی کا لفظ بھی اکثر استعمال ہوتا ہے نبی کا مطلب ہے خبر دینے والا اور نبوت کا لفظی معنی ہے خبر لہذا اسلام میں خبر دینے والے کو نبی کہتے ہیں۔

نبی اور رسول میں صرف اتنا فرق ہے کہ رسول صاحب شریعت ہوتا ہے اور نبی صاحب شریعت و کتاب نہیں ہوتا۔ لہذا رسول صرف اللہ کا پیغام نہیں پہنچاتے بلکہ اس پر عمل کر کے بھی دکھاتے ہیں۔ رسالت کا سلسلہ رسول پاک پر ختم ہوا آپ کے بعد کوئی رسول، نبی دنیا میں نہیں آئے گا

رسالت رسول کی خصوصیات

انبیاء کرام مختلف قوموں کی طرف، مختلف علاقوں کی طرف بھیجے گئے ہر قوم اور علاقے کی ضروریات کے مطابق ان کو معجزات، شریعت عطا کی گئی تاہم کچھ خصوصیات تمام انبیاء کرام میں مشترک تھیں۔

۱- بشریت

رسول بشر ہوتا ہے اور کسی قوم کے مردوں میں سے ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے فرشتوں یا جنات کی بجائے آدمی کو رسول بنا کر بھیجا تاکہ لوگ خوف کے مارے ایمان لانے سے نہ بچ جائیں اور ایک انسان کو، اس کے اعمال کو دیکھ کر ایمان لائیں اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے

ترجمہ:

اے نبی آپ سے پہلے جو ہم نے رسول بھیجے تھے وہ سب بھی انسان ہی تھے اور انہی بستیوں کے رہنے والوں میں سے تھے اور ان کی طرف ہم وحی بھیجتے رہے ہیں۔

۲- رسالت وہبی منصب ہے اکتسابی نہیں

رسالت کا منصب وہبی ہے اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے یہ منصب عطا کر دیتا ہے اور وہ بہتر جانتا ہے اس منصب جلیل پر کسے سرفراز کرنا ہے۔ کوئی بھی انسان اس کو اپنے طور پر حاصل نہیں کر سکتا

ترجمہ:

اور اللہ بہتر جانتا ہے کہ
اس نے اپنی رسالت کسے
سونپنی ہے

گویا نبوت، رسالت ایک امانت ہے جو انبیاء کے سپرد کر دی گئی ہے اور انہوں نے اس...

امانت کو اللہ تعالیٰ لوگوں تک پہنچاتا ہے

iii- رسول معصوم عن الخطاء

ہر نبی، رسول ولادت سے لے کر رحلت تک گناہوں اور خطاؤں سے معصوم ہوتا ہے اس کی ساری زندگی اللہ تعالیٰ کی خصوصی نگہداشت میں گزرتی ہے۔

وما ینطق عن الھوی ٥ ان ھو الا وحی یوحی

اور نہیں بولتا اپنے نفس کی خواہش سے
یہ تو حکم ہے بھیجا ہوا

رسول کوئی بھی بات اپنی مرضی سے نہیں کہتا بلکہ اللہ کی ہدایت سے کہتا ہے ان کا بولنا، سونا، جاگنا اوڑھنا بچھونا صرف اللہ تعالیٰ کے تابع ہوتا ہے۔

iv- قابل اطاعت

قرآن کی رو سے نبی کی اطاعت و پیروی ضروری ہے دین و شریعت کی رو سے ایک نبی، رسول جو بھی کہتا ہے ہمیں بلا اعتراض اس کو ماننا ہے ہمیں ہر حال میں یقین رکھنا چاہیے کہ رسول سے ہمیں جو بھی ملے گی اور وہی سراپا حق ہے

ترجمہ

اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا سوائے اس لئے کہ اللہ کے اذن کی بناء پر اس کی اطاعت کی جائے

۷- شارح کتاب اللہ

اللہ تعالیٰ کی بھیجی گئی شریعت پہنچانے کیلئے ہے اور اللہ نے اس کی تبلیغ کیلئے اپنے انبیاء کو مبعوث فرمایا یعنی جو احکامات لوگوں کیلئے نازل ہوئے انبیاء کرام ان کو سمجھاتے اور ان پر عمل کرکے دکھاتے

اور ہم نے خاتم النبین آپ ﷺ پر یہ ذکر احکام نازل کیا تاکہ لوگوں کو کھول کر بیان کرو جو ان کے واسطے نازل ہوا ہے۔

۷i- معلم و مربی

انبیاء کرام اپنی امتوں کو احکام الٰہی کی حکمتوں سے آگاہ کرتے انہیں برے اعمال سے بچا کر حکمت و تدبر سے ایسی تربیت کرتے کہ انسان اپنے معاشرے کے بہترین شہری بن جاتے۔ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان پر نبی کی مبعوثیت کا مقصد بیان فرمایا

وہ ان پر آیات تلاوت کرتا ہے ان کا تزکیہ کرتا ہے اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔

۷ii- شارع اور قانون ساز

اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کو مبعوث فرما کر نسل انسانی پر عظیم احسان کیا کیونکہ یہ انبیاء کرام ہی ہیں جو کہ انسانوں کو شریعت کا بتاتے۔ حق حلال میں تمیز سکھاتے ان کو زندگی گزارنے کا ہنر سکھاتے

ترجمہ

وہ ان کو معروف کا حکم دیتا ہے اور منکر سے روکتا ہے اور ان کے لیے پاک چیزوں کو حلال کرتا ہے اور ناپاک چیزیں حرام کرتا ہے اور ان پر سے بوجھ اور بندھن اتار دیتا ہے جو ان پر چڑھے ہوئے ہیں۔

انسانی زندگی میں عقیدہ رسالت کی اہمیت

انسان اس دنیا میں آیا تو اللہ نے اپنے برگزیدہ بندوں میں سے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء و رسول مبعوث فرمائیں تاکہ وہ انسانوں کی رہنمائی کریں اس احکام شریعت بتائیں۔ آئیے ہم دیکھتے ہیں کہ عقیدہ رسالت انسانوں کے لیے کیوں ضروری ہے۔

ا۔ مقصد تخلیق آگاہی

انسان کی عقل و شعور کا انحصار حواس پر ہے وہ اپنے حواس سے ماورا چیزوں کا ادراک وحی کی رہنمائی کے بغیر نہیں کر سکتا اس کی عقل وجدان یا اجتماعی فکر اسے اپنے مقصد تخلیق سے آشنا نہیں کر سکتی۔ وہ اپنے گرد پھیلے ہوئے منتظم وسیع نظام کائنات کے خالق کو جاننا چاہتا ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کروڑوں لاکھوں سے نوازنے والا رب اپنے بندے کی اس ضرورت کو پورا کرنے کا انتظام نہ فرمائے اسی فطری ضرورت کی تکمیل کے لیے رسالت کا سلسلہ شروع کیا گیا۔

انسان کو معلوم ہوا کہ اس کا خالق کون ہے؟ کن باتوں کو پسند کرتا ہے کن باتوں کو ناپسند؟ خود انسان کے فائدے یا نقصان میں کیا ہے ہر شخص کو براہ راست یہ شرف نہیں مل سکتا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے

اور یہ کسی بشر کا مقام نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس سے کلام کرے مگر وحی یا کسی پردے کے پیچھے سے یا کسی قاصد کو بھیج دے سو وہ وحی پہنچا دے اللہ تعالیٰ کے حکم سے جو اسے منظور ہو۔

١١۔ نمونہ تقلید

انبیاء کرام کو مبعوث کرنے کا ایک اور مقصد اور اہم ضرورت نمونہ تقلید ہے یعنی کوئی ایسا شخص ہونا چاہیئے جو ہمیں شریعت سکھائے انبیاء کرام نہ صرف ہمیں احکامات بتاتے سکھاتے بلکہ ان پر عمل پیرا ہو کر بھی دکھاتے

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجو اللہ والیوم الآخر

تمہارے لیے اللہ کے رسول میں بہترین نمونہ تقلید موجود ہے ہر اس شخص کیلئے جو اللہ اور یوم آخرت کی امید رکھتا ہے

لہذا انسانوں کیلئے اس سے بہتر اور کیا چیز ہو سکتی ہے کہ وہ کسی کو دیکھ کر اسکے عقیدے پر ایمان لائے۔

۳۔ قربِ الٰہی کا حصول

انبیاء کرام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے ہوتے ہیں اور انہیں وہ مقام حاصل ہوتا ہے جو عام انسانوں کو میسر نہیں لہذا پیغمبروں کے اعمال و افعال پر عمل پیرا ہو کر ہم اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر سکتے ہیں۔ انبیاء کرام انسانوں کو وہ طریقے بتاتے ہیں جن سے وہ اللہ کا قرب حاصل کر سکتے ہیں۔

۴۔ نہی عن المنکر امر بالمعروف کا حصول

انبیاء کرام ہمارے پاس ایک ایسا وسیلہ ہیں جو کہ ہمیں بتاتے ہیں کہ بدی اور نیکی میں کیا فرق ہے بدی اور نیکی کا رستہ کونسا ہے اور کس چیز میں انسانوں کی فلاح ہے۔ بالکل اسی طرح وہ ہمیں اچھائی کے کاموں کا کہتے ہیں۔ ایک دوسرے کے ساتھ احسان کا سلوک کرنے کا حکم دیتے ہیں لہذا عقیدہ رسالت ایک انسان کو اچھائی برائی میں تمیز کرنے کیلئے ایک نمونہ تقلید فراہم کرتا ہے۔

۷۔ انسانیت کی فلاح

انبیاء کرام انسانوں کو ایسے راستے دکھاتے ہیں جن پر عمل کر کے انسان دنیا و آخرت میں فلاح حاصل کر سکتا ہے۔ ہر مذہب نے انسانیت کا درس دیا لہذا ہمیں دیکھنا چاہیے کہ ہمارے پیغمبروں نے کس طرح دشمنوں کے ساتھ بھی اچھا سلوک کیا اور درگزر سے کام لیا۔

سوال نمبر 2

اسلام کے عدالتی نظام پر تفصیل سے بحث کریں خلفائے راشدین کے نظام حکومت سے عدل کے اصولوں کی وضاحت کریں۔

تعارف:

اسلام کا مرکزی خیال ہی انصاف ہے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی رہنمائی کیلئے حضور پاک ﷺ کو شریعت سے نوازا۔ درحقیقت یہ شریعت ہی اسلامی ریاست کے قانون کے طور پر کام کرتی ہے یہ حضور پاک نے مختلف طبقوں کے مذہبی اور دنیاوی معاملات کو سنبھالنے کیلئے ایک خود مختاری عدالتی نظام قائم کیا جہاں مسلمانوں کے ساتھ ساتھ غیر مسلموں کے معاملات بھی احسن طریقے سے حل کیے جاتے تھے۔ بلکہ ایک جگہ قرآن میں ارشاد ہے۔

اگر یہ تمہارے پاس آئیں تو ان میں فیصلہ کر دینا یا اعراض کر دینا اور اگر اعراض کرو گے تو وہ تمہارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکیں گے اور اگر فیصلہ کرنا چاہو تو انصاف سے کرنا

(المائدہ)

آپ ﷺ نے نہ صرف عدالتی نظام بلکہ شہادت کے نظام کو بھی منصفی بنانے کے لیے کوشش کی۔ بعد ازاں تمام خلفائے راشدین نے اس نظام کو مزید بہتر بنایا اور اس میں اصلاحات کی۔

اسلامی عدالتی نظام کی خصوصیات

i- قانون کی حکمرانی

اسلام میں کوئی بھی شخص قانون یعنی شریعت سے بالاتر نہیں ہے۔ امیر غریب، سفید کالے کسی کو بھی کوئی امتیاز حاصل نہیں اس کی اعلیٰ مثال ہمارے پیارے نبی حضرت محمدؐ نے قائم کی۔ ایک دفعہ قریش کے امیر قبیلے کی عورت سے چوری ہو گئی اس کی سفارش کیلئے قریش نے کئی حیلے بہانے کیے یہاں تک کہ حضرت اسامہ کو بھی آپؐ کے پاس بھیجا لیکن آپؐ نے فرمایا اگر محمدؐ کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو خدا کی قسم میں اس کے ہاتھ بھی کاٹ دیتا۔ اسلامی عدالتی نظام میں ریاست کے سربراہ سمیت ہر انسان برابر ہے۔

ii- اسلامی قانون کے ماخذ

اسلام میں قانونی ماخذ اس طرح سے ہیں۔ اولاً قرآن و حدیث، دوئم اجماع قیاس اجتہاد اور سوئم استحسان، استصلاح، استصحاب، استدلال عرف وغیرہ۔ قرآن کریم اور حدیث ناقابل تغیر ذرائع ہیں جبکہ باقی تمام ذرائع قابل تغیر ہیں جن کا مقصد یہ ہے کہ ایک دور کا اجماع کسی دوسرے دور پر لازم نہیں ہو سکتا جو کہ حالات اور وقت کے تقاضے بدلتے رہتے ہیں۔

(iii) ججوں کی تعیناتی

اسلام میں قاضی وقت کی تعیناتی کیلئے ایک خاص قسم کا معیار ہوتا ہے یعنی اس میں درج ذیل خصوصیات ہونی چاہیئے۔

1۔ مسلمان بالغ ہو۔
2۔ خوش و خواص میں ہو
3۔ باکردار ہو
4۔ قرآن و سنت کا عالم ہو
5۔ اجتہاد و قیاس کا اہل ہو
6۔ غیر جانبدار ہو۔

(iv)۔ گواہوں کی فراہمی

اسلام میں گواہی پیش کرنا ایک امانت ہے اگر کسی شخص کے پاس کسی واقعہ یا شخص کے متعلق حقائق ہوں۔ گواہ ہو تو اس کو چھپانا نہیں چاہیئے اور گواہی ایک باکردار انسان ہی دے سکتا ہے

(v) مفت انصاف کی فراہمی

اسلام مفت انصاف کی فراہمی پر زور دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں متعدد جگہوں پر انصاف کا معاملہ کرنے کی تلقین کی ہے۔ سورۃ النساء میں ارشاد باری ہے۔

اے ایمان والو! انصاف کیلئے کھڑے ہو جاؤ اور اللہ کیلئے سچی گواہی دو چاہے تمہارے اور تمہارے رشتہ داروں کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔

(vi) نظر ثانی کی گنجائش

اسلام امن پسند دین ہے اور امن کو پسند کرتا ہے
اسلام میں ایک انسان کا قتل ساری انسانیت کا
قتل ہے لہذا قاضی حضرات کو سختی سے تاکید کی
جاتی ہے کہ وہ فیصلہ کرتے وقت دونوں فریقین
کی بات کو توجہ سے سنیں اور لوگوں کو حق حاصل
ہے اگر ان کو فیصلے میں اعتراض ہو تو وہ نظر ثانی کی
درخواست کر کے دوبارہ فیصلہ لے سکتے ہیں
اللہ کا حضور پاک ﷺ سے ایک حکم فرمایا
جب کوئی قاضی فیصلہ کرتا ہے اور کوشش کرتا
کہ صحیح فیصلہ ہو تو اس کو دو گنا اجر ملے گا۔ اور
جب وہ صحیح فیصلہ کرنے کی پوری کوشش کے ساتھ
غلط فیصلے کا مرتکب ہوتا ہے تو اسے ایک اجر ملے گا۔

(vii) حدود اللہ (حدود تعزیر)

حد کا مطلب ہے روکنا حدود اللہ کا مطلب اللہ کی
طرف سے ممنوع چیزیں ہیں اور ان سزاؤں میں کوئی
کمی بیشی نہیں ہو سکتی ہی دینی ہیں۔

زنا　　چوری　　شراب نوشی

بہتان تراشی　　بغاوت　　ارتداد

جیسا کہ اگر ثابت ہو جائے کہ کسی نے چوری کی
ہے تو اسلام میں اس کی سزا ہے کہ اس کا ہاتھ
اور دایاں پاؤں کاٹ دیا جائے
بالکل اسی طرح اگر کسی نے زنا کیا اور وہ غیر
شادی شدہ تو اس کو سو کوڑے لگائے جائیں اور
ایک سال کیلئے جلاوطن کر دیا جائے۔ بالکل اسی

طرح اگر کوئی شادی شدہ شخص زنا کا مرتکب ہوتا تو اس کو رجم کیا جائے گا

قصاص : اگر کوئی شخص قتل ہو جاتا ہے تو قتل کا بدلہ اسلام میں قتل ہے لیکن اگر قتل ہونے والے شخص کے گھر والے خون بہا کا بھی یا معاوضہ وصول کر لیں اور اس کو معاف کر دیں تو یہ قصاص ہوتا ہے۔

لہذا اسلام نے نہ صرف نسل انسانی کی بہبود کیلئے سخت قوانین متعارف کروائے ہیں بلکہ اگر کسی سے بھول چوک میں کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو اس کی معافی کا نظام بھی موجود ہے۔

"خلفائے راشدین کا نظامِ عدل اور اہم اصول"

خلافت راشدہ میں قانون کی حاکمیت کا تصور مکمل طور پر پایا جاتا ہے قانون کی نظر میں سب مساوی ہیں۔ خلیفہ وقت اور کسی ذمی کے درمیان اگر کوئی جھگڑا پیدا ہو جاتا تو خلیفہ کی عدالت میں حاضر ہو کر عزیق مخالف کے ساتھ کھڑا ہو کر قاضی کا فیصلہ سنتے۔ فاروق اعظم نے عدلیہ کے ڈھانچے کو جس عمدگی سے قائم کیا اس کو باقی خلفاء نے بھی قائم رکھا۔ اس سلسلے میں درج ذیل اصول اپنائے گئے اور درج ذیل اصلاحات کی گئی۔

i- محتسب عدالتوں کا قیام

حضرت عمرؓ کے دور میں قاضی کا احتساب کرنے کیلئے عدالتیں قائم کی گئی تاکہ اگر کسی قاضی سے کوئی غلطی ہو جائے یا وہ غیر جانبدارانہ فیصلہ نہ کر سکے تو انصاف کی فراہمی کو یقینی بنایا جائے۔

ii- محکمہ افتاء کا قیام

لوگوں کی رہنمائی کیلئے ان کو قانونی مشورے دینے کیلئے یہ محکمہ قائم کیا گیا جس میں قاضی مقرر کیے گئے تاکہ وہ لوگوں کو ان کی ضروریات کے مطابق مشورے دیں۔

iii- عاملین کا تقرر و معزولی

کسی صوبے کا حاکم یا عامل وہاں کی عوام کی مرضی کے مطابق مقرر کیا جاتا تھا بالکل اگر وہاں کی عوام شکایت کرتی تو اس حاکم کو معزول کر دیا جاتا جیسے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت عمار بن یاسر جیسے معزز صحابہ کو معزول کر دیا گیا۔

iv- گورنروں کے اعمال کا احتساب

حضرت عمرؓ ہر سال حج پر خود جا کر اعلان عام کرتے اگر کسی گورنر سے شکایت ہے تو بتائیں۔ آپؓ نے امیر معاویہ کا معیار زندگی بلند دیکھ کر خود اس کا احتساب کیا خود اس کے بارے میں معلومات اکٹھی کیں۔

۷۔ ضلعی عدالتوں کا قیام

حضرت عمرؓ نے انصاف کی بہم فراہمی کے لیے ہر ضلع میں عدالتیں قائم کیں اور ان میں قاضی مقرر کیے۔ آپ رضؓ نے عدالتی نظام کو اس قدر مضبوط بنا کر خلیفۂ وقت بھی قاضی کے فیصلے پر مخالفت نہیں کر سکتا تھا۔

۸۔ عدلیہ اور انتظامیہ کی علیحدگی

آپ رضؓ نے عدلیہ اور انتظامیہ کو علیحدہ علیحدہ رکھا تاکہ انصاف کی فراہمی فوری ہو۔ کسی بھی صوبائی گورنر کو کسی قاضی کو الگ کرنے کا اختیار نہ ہوتا تھا اور نہ صوبائی، ضلعی قاضی ان کے ماتحت ہوتے تھے قاضی امیر المومنین یا صوبائی گورنر کے خلاف فیصلہ دینے کے مجاز تھے۔

حضرت علی اور قانون کی حکمرانی

ایک دفعہ حضرت علی کی زرہ کھو گئی جو ایک یہودی کے پاس سے ملی آپ نے مشہور قاضی شریح کی عدالت میں مقدمہ دائر کیا تو قاضی شریح نے آپ سے گواہ لانے کو کہا چونکہ آپ کے پاس نہیں تھا زرہ یہودی کو واپس کر دی گئی قانون کی بالا دستی سے متاثر ہو کر یہودی نے اسلام قبول کر لیا۔ خلیفۂ وقت کا مقدمہ اپنے حق کی حمایت میں ثبوت پیش کرنے میں کامیاب نہ ہونے کی وجہ سے مسترد کر دیا گیا تھا۔

تنقیدی جائزہ

اسلام میں ہر امیر غریب برابر ہیں کسی کو بھی کوئی فضیلت یا برتری نہیں کسی دوسرے پر۔ اگر ہم اسلام کی تعلیمات کو دیکھیں جو کہ بہت سے واقعات سے بھری پڑی ہے تو ہمیں اندازہ ہو گا کہ آج مسلمانوں کے زوال کی سب سے بڑی وجہ مذہب سے دوری ہے۔ اگر کسی معاشرے میں عدلیہ آزاد نہ ہو۔ قاضی وقت منصف نہ ہو اور لوگوں کے ضمیر بکے تو اس ملک کا وہی حال ہو گا جس سے آج ہمیں سامنا کرنا پڑ رہا ہے لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلام کی تعلیمات کو از سر نو اپنانے کی کوشش کی جائے۔

سوال نمبر 4

ریاست مدینہ کے اسلامی طرز حکمرانی کے نمایاں خدوخال بنیادی اصول اور نتائج کو تفصیل سے بیان کریں۔

تعارف

رسول پاک ﷺ نے اپنے اعلیٰ تدبر اور حسن انتظام سے روئے زمین پر ایک مثالی ریاست اور معاشرہ قائم کیا آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے احکامات کو مد نظر رکھتے ہوئے پہلی اسلامی ریاست قائم کی۔ اور اس میں تمام مسلمانوں، غیر مسلموں،

رشتوں، غریبوں، ناداروں کے حقوق کا خیال رکھا۔ آپ ﷺ نے اپنے اسوہ حسنہ سے تمام لوگوں کو اسلام کے پرچم تلے اکٹھا کر دیا۔ آپ ﷺ کی تقلید کرتے ہوئے خلفائے راشدین نے بھی اعلیٰ نظام قائم کیا۔ سیرت آپ ﷺ اور آپ کے صحابہ کا قائم کردہ نظام حکومت آج بھی پوری دنیا میں مثال کے طور پر یاد کیا جاتا ہے اور اس کو بطور نمونہ مختلف ریاستیں تقلید کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔

اسلامی طرزِ حکومت کے نمایاں خدوخال

سرزمین عرب کے لوگ بہت باصلاحیت تھے لیکن ان کا شیرازہ بکھرا ہوا تھا قبائلی نظام نے ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے تھے آپ ﷺ نے سب قبائل کو ایک جھنڈے تلے لا جمع کیا۔ آپ ﷺ نے ملت بیضاء کا ایک نیا تصور دنیا کے سامنے پیش کیا جو رنگ ونسل کے محدود تصورات سے بہت بلند اور انسانیت کے لیے موجب خیر و برکت تھا

۱۔ اسلامی ریاست کی تعمیر

مدینہ منورہ میں تشریف آوری کے فوراً بعد آپ ﷺ نے میثاق مدینہ کے ذریعے ایک منظم ریاست قائم کی جس میں خدا اور رسول پاک ﷺ کو آخری فیصلہ کن حیثیت تصور کیا گیا اس طرح یہ نئی قائم ہونے والی ریاست اسلامی ریاست تھی جس میں امن و امان کو برقرار رکھنے کیلئے خصوصی اقدامات

کیے گئے تھے۔ اور فتنہ فساد کے خاتمے اور اخلاق و قانون
کے احترام کیلیے موثر اقدامات کیے گئے اور دیگر کئی قبائل
مدینہ کی ریاست سے منسلک ہوتے گئے اور اسلامی ریاست
وسیع ہوتی گئی۔ اس حکومت کی بنیاد خاندانی تعصب
اور نسلی شعور کی جگہ دینی وحدت پر قائم تھی

ii- صدارت نبوی ﷺ

میثاق مدینہ کے بعد آپ ﷺ مدینہ کے حاکم اور بااختیار
صدر بن گئے آپ ﷺ کی شخصیت میں دینی اور دنیاوی
قسم کے دونوں پہلو موجود تھے آپ ﷺ کی حکومت سیاسی
بھی دینی بھی تھی انتظام سلطنت کے بعض امور میں صرف
اللہ تعالیٰ سے وحی کے ذریعے مشاورت ہوتی تھی۔ حتیٰ
کہ قرآن مجید میں بھی ارشاد ہے

ہم نے آپ پر برحق کتاب اتاری تاکہ آپ
لوگوں کے درمیان حکومت اللہ کے احکام کے
مطابق انجام دیں

iii- سیکریٹریٹ

آپ ﷺ کی اس اسلامی ریاست کا مرکزی دفتر یا
سیکریٹریٹ مسجد نبوی تھا آپ ﷺ تمام وفود اور سفراء
سے یہیں ملاقات کرتے تھے گورنروں کو ہدایات مسجد
نبوی سے ہی ارسال کی جاتی تھیں تمام صحابہ کرام یہیں جمع
ہوتے۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام کی اخلاقی تربیت کا آغاز
بھی یہیں سے کیا تھا لہذا مسجد مسلمانوں کی مشترکہ
عبادت گاہ اور سیاسی اجتماع کی جگہ بھی تھی یہاں تک
کہ غنیمت کا مال بھی یہیں آتا اور یہاں سے ہی
مستحقین میں تقسیم کر دیا جاتا

۵۔ میثاق مدینہ پہلا تحریری دستور

عہد نبوی میں رسول پاک نے پہلا تحریری دستور بنایا جسے میثاق مدینہ کا معاہدہ۔ اس میں مختلف قبائل جو اسلامی ریاست کے ساتھ منسلک ہوئے ان کے حقوق و فرائض نیز معاہدے کی شرائط و ضوابط بھی تحریر تھے۔ نیز اس میں امن و جنگ کے اصول بھی واضح تھے یہ پہلا دستور تھا جس میں عوام کے حقوق و فرائض کا تعین کیا گیا تھا

۶۔ شورائیت

رسول پاک نے جو اسلامی ریاست قائم کی وہ آمرانہ نہیں تھی بلکہ اس میں تمام معاملات سے کسی بھی اہم موضوع کے متعلق مشورے اور رائے لی جاتی۔ لہٰذا مسجد نبوی میں گویا کہ پارلیمنٹ کا اجلاس منعقد ہوتا جس میں صحابہ کرام کے ساتھ ساتھ منافقین بھی شامل ہوتے صحابہ کرام کے مشورے اکثر پیش قبول کر لیے جاتے

۷۔ سلطنت کی صوبائی تقسیم

آپ کے حسن انتظام کا ایک پہلو ملکی تقسیم بھی ہے آپ نے سلطنت کو صوبوں، ضلعوں میں تقسیم کیا اور گورنر مقرر کیے نیز جو ملک یا علاقے مدینہ کی ریاست کے ساتھ منسلک ہوتے وہاں انہی گورنروں کو رہنے دیا جبکہ فتح کردہ علاقوں میں نئے گورنر مقرر کیے۔ اس طرح آپ نے دور دراز کے علاقوں تک اسلام کی تعلیمات بھی

بحالی اور ان علاقوں کو اپنی سلطنت سے شامل
کر کے وسیع کر لیا جس سے اسلام دشمن عناصر کے
دل میں خوف و ہیبت بیٹھ گئی ۔

vii - معاشی نظام کی تشکیل

آپ نے جو معاشی نظام تشکیل دیا اس میں
تمام راستے بند کر دیئے جس سے دولت چند ہاتھوں
میں مقیم ہو جاتی۔ آپ نے زکوٰۃ، صدقات کا حکم
دیا۔ آپ نے جوئے، سود پر پابندی عائد کی ۔ اور
اس حکومت کی اخلاقی اقدار اس قدر بلند تھیں
کہ مومن ایک دوسرے کی ضروریات کا احساس رکھتے
تھے ۔ آپ نے بیت المال قائم کیا اور اس میں رقم
جمع ہوتی اور پھر خرچ ہوتی ۔ اس کے علاوہ آپ نے
عشر کا نظام قائم کیا جس میں ہر سال پیداوار پر ۱۰ فی
صد یا ۵ فی صد حصہ حکومت کو دیا جاتا جزیہ غیر مسلم
رعایا سے ان کی حفاظت کے عوض لیا جاتا تھا
خمس آمدنی کا ۱/۵ حصہ تھا جو کہ وقف کی گئی زمینوں
سے آتا تھا اور اس کی رقم اہل بیت پر صرف ہوتی تھی

viii) متعدد شعبوں کا قیام

آپ نے ایک مثالی ریاست کو قائم کرنے کیلئے متعدد
شعبے قائم کیے ۔ آپ نے پولیس کے شعبے کا ابتدائی خاکہ
تیار کیا اور اس کو چھوٹے پیمانے پر عملی جامہ پہنایا
قیس بن سعد اس شعبے میں خدمت انجام دیتے اور رسول
پاک کے ساتھ رہتے تھے ۔ خلفائے راشدین
کے دور میں اس شعبہ کو خوب ترقی ملی ۔

xi) انتظامی امور میں نومسلموں کا کردار

مسلم ریاست کو مستحکم کرنے کیلئے آپؐ نے اہم تدابیر اختیار کی۔ آپؐ نے نامی گرامی صحابہؓ کو اہم عہدوں پر تعینات فرمایا جس سے ان کی حوصلہ شکنی بھی نہ ہو اور اسلامی معاشرے کو نقصان بھی نہ پہنچے۔ آپؐ نے خالد بن ولید کو اسلام لاتے ہی سیف اللہ کے لقب سے نوازا۔ حضرت ابوسفیان کے اسلام لانے کے بعد ان کے گھر کو امن کا گھر قرار دیا

x) امور خارجہ و داخلہ

آپؐ نے وہ تمام طریقے اختیار کیے جن سے ملت استحکام ہوتی تھی آپؐ نے دور دراز کی ریاستوں کو اسلام کی طرف راغب کرنے کیلئے خطوط لکھے، ایلچی، سفیر بھیجے ان کو تحائف بھیجے۔ مہمان خانے قائم کیے اور سفیروں کے قتل سے منع کیا۔ جب بھی اسلام کی تعلیمات سیکھنے کیلئے دوسرے ملکوں سے وفود آتے تو آپؐ ان کی خدمت میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھتے۔

اسلامی طرزِ حکومت کے بنیادی اصول

۱- اختیار کو اللہ کی امانت سمجھنا

اختیار انسان کے پاس اللہ تعالیٰ کی امانت ہے قرآن انسان کو دی گئی امانت کا ذکر کرتا ہے۔ امانت کا مطلب امان میں رکھنا۔ اور یہ ایمان سے ماخوذ ہے لہٰذا معاشرے میں امن صرف ایمان سے ہی قائم ہوتا ہے۔ امانت کا تصور افراد کو معاشرے کے ساتھ جوڑتا ہے انسانی زندگی کو بامعنی بناتا ہے

کبھی بلکہ یہ ایک اخلاقی سماجی ضابطے کی تخلیق کے حوالے سے مکمل ذمہ دار بناتا ہے۔ انسان کو زمین میں خلیفہ خداوندی کی حیثیت سے اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کا موقع فراہم کرتا ہے امانت کا تصور ایک فرد کو اپنے خاندان، حکومت، ریاست اور بڑے پیمانے پر انسانیت سے مساوی تعلق جوڑتا ہے لہٰذا اسلامی طرزِ حکومت میں امانت کی اساس کو سمجھنا ہی اہم اور بنیادی اصول ہے

ii۔ خلیفہ انتظامیہ کا سربراہ

رسول پاکؐ کی اس دنیا سے پردہ پوشی کے بعد آپ کے قائم کردہ نظام کو آگے بڑھانے کے لئے خلیفہ راشدین کا سلسلہ شروع ہوا حضرت ابوبکرؓ جو کہ آپ کے قریبی ساتھی پہلے خلیفہ ہے ایک اسلامی معاشرے میں سربراہ کا صادق امین ہونا بہت ضروری ہے اور حضرت ابوبکرؓ سے زیادہ سچے کون ہو سکتے جن کو خود حضورؐ نے یہ لقب دیا۔ لہٰذا ایک اسلامی ریاست میں خلیفہ وقت کو نیک امانتدار اور دوراندیش ہونا چاہیئے

iii۔ عدل وانصاف کی بہم فراہمی

اسلامی نقطہ نظر سے ہر چیز کو اس کی جگہ پر رکھنا عدل کہلاتا ہے۔ اسلام کی نظر میں تمام لوگ برابر ہیں اگرچہ وہ صلاحیتوں، دولت کی بنا پر ایک دوسرے سے کتنے ہی مختلف کیوں نہ ہوں۔ اسلامی حکومت میں سماجی انصاف عدل کو خاص کلیدی حیثیت حاصل ہے کہ ایک ریاست کی ذمہ داری ہے کہ اپنی عوام کو فوراً اور بلامعاوضہ انصاف فراہم کرے۔ اس کے علاوہ سماجی انصاف میں اور معاشی انصاف میں ایک ریاست کے ذمہ ہے وہ اپنی عوام کی فلاح کا خیال رکھے۔ ان کو روزگار کے مواقع فراہم کرے

۱۳- امر بالمعروف نہی عن المنکر

بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا اسلامی حکومت کی ذمہ داریوں میں سے ایک ہے۔ اگر برائی کی روک تھام کیلئے قوانین وضع نہیں کیے جائے تو خامی وقت تو بہت گمبھیر ہو گی لہذا یہ ریاست کے ساتھ ساتھ ہر فرد کا بھی فرض ہے۔

یہ وہ لوگ ہیں اگر ہم ان کو ملک میں دسترس دیں تو نماز قائم کریں گے اور نیک کام کرنے کا حکم دیں گے اور برے کاموں سے منع کریں گے۔

۱۴- احتساب اور شفافیت

احتساب اسلامی ریاست میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ اسلام میں احتساب کے دو پہلو ہیں۔ پہلا یہ کہ سرکاری ملازمین اللہ کے سامنے جوابدہ ہیں اور دوسرا یہ کہ وہ عوام کے سامنے جوابدہ ہیں۔ لہذا احتساب کا نظریہ سرکاری ملازمین کے اوپر اخلاقی اور نفسیاتی اثر رکھتا ہے جس سے وہ ایمانداری اور شفافیت کے ساتھ اپنے تمام اعمال سرانجام دیتے ہیں رسول پاک ﷺ کے مطابق اسلامی ریاست کے اندر کوئی بھی شخص احتساب سے بالاتر نہیں ہے۔ مزید یہ کہ شفافیت یہ تقاضہ کرتی ہے کہ ریاست کے اندر تمام معاہدے تحریری نوعیت کے ہوں گے تاکہ حکومت اپنے اقدامات معاشرے کی خدمات کیلئے اٹھا سکے عوام تک صحیح معلومات کی فراہمی بھی ریاست کی شفافیت کے زمرے میں آتی ہے۔

۱۷۔ قانون کی حکمرانی

ایک اسلامی ریاست میں تمام شہریوں پر ایک ہی طرح کا قانون کا اطلاق ہوتا ہے۔ قانون تمام شہریوں کو یکساں تحفظ کی یقین دہانی دیتا ہے۔ قرآن حکیم کا اہم اصول ہے کہ امیر سے امیر بھی اس کے مطابق جزا و سزا کا متحمل ہوگا۔ اگر خلیفہ وقت قاضی کے بلانے پر عدالت میں حاضر ہو سکتے ہیں تو باقی عوام کیلئے اس سے بڑھ کر اور کوئی چیز نہیں ہو سکتی۔

تنقیدی جائزہ

بحیثیت مسلمان ہمارے لیے سب سے افضل ذات رسول پاک کی ہے اگر انہوں نے اسلامی ریاست میں [illegible] ہوئے قانون کی بالادستی قائم کی ہے تو وہ انسانی معاشرے کی فلاح و بہبود کیلئے ہی ہوگی۔ اگر کسی معاشرے میں دلفراد کا بول بالا ہو، قانون کی حکمرانی ہو اور احتساب اور شفافیت جیسی صفات موجود ہوں تو وہ معاشرہ کس طرح کامیاب نہیں ہوگا۔ حق اللہ تعالیٰ نے انسان کی بھلائی کیلئے ہی انبیاء کرام مبعوث فرمائے، شریعت دی۔ اور ہر ایک نظام بھی دراصل ہمیں کو دیکھتے ہوئے ہمیں اپنے اعمال اور معاملے درست کر لینے چاہیئے۔ کہا جاتا ہے جس طرح کی رعایا ہو حکمران بھی اسی طرح کا ہوتا ہے ہمیں اپنے آپ کو سدھارنا ہے تاکہ ہمارے حکمران ہمیں ایک اچھا نظام دینے میں کامیاب ہو سکیں۔

سوال نمبر 7

اسلام میں اقلیتوں کی حیثیت اور کردار پر بحث کریں۔ اسلام ان کے حقوق کو کیسے یقینی بناتا ہے وضاحت کریں

تعارف

اسلام نے اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ میں کے ضمن میں اعلیٰ روایات قائم کی ہیں۔ حضور ﷺ کی بعثت کے وقت یہ عالم تھا کہ عیسائی ریاستوں میں غیر عیسائی رعایا پر عدل و انصاف کے دروازے بند تھے۔ انہیں شہری اور سیاسی حقوق حاصل نہ تھے لیکن حضور پاک ﷺ نے میثاق مدینہ کے ذریعے ایک نیا دور شروع کیا جس میں اقلیتوں کو بھی حقوق حاصل ہوئے۔ پروفیسر آرنلڈ نے اس بات کا اقرار کرتے ہوئے کہا:

مسلمان حکومتوں نے رواداری کا جو رویہ اقلیتوں کے لیے اپنایا اس کی نظیر یورپ کی حالیہ تاریخ بھی دینے سے قاصر ہے بلکہ ایسے ممالک جہاں مسلمان صدیوں تک حکمران رہے وہاں عیسائیوں کا وجود ہی اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ مسلمان حکمرانوں کا رویہ من حیث المجموعی رواداری پر مبنی تھا۔

اسلام نے باقاعدہ طور پر اقلیتوں کے حقوق مقرر کیے ان کا جان و مال کا حق یہاں تک کہ سیاسی آزادی کا حق بھی قائم کیا۔

اسلام میں اقلیتوں کی حیثیت و کردار

اسلامی ریاست میں غیر مسلم کو ذمی کہا جاتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذمی کے حقوق کے بارے میں سخت تاکید کی یہاں تک کہ جب آپ نے مدینہ میں پہلی اسلامی ریاست قائم کی تو آپ نے اقلیتوں کو بھی تحفظ فرمایا۔

غیر مسلم اقلیتوں کے ساتھ معاہدے

جبل سینا کے راہبوں کے ساتھ میثاق نبوی

آپ نے جبل سینا کے راہبوں کے ساتھ معاہدہ کیا جس کے بنیادی نکات کچھ یہ تھے۔

اگر کوئی راہب کسی کاؤں، پہاڑ یا غار میں بھی ہو اسکی حفاظت حضور کے ذمے ہے اور یہ اب حضور کی رعایا ہے

آپ نے انہیں خوراک کی رسد کی تکلیف سے مبرا رکھو

کسی بھی پادری، راہب یا زاہد کو اس کی زیارت سے نہیں روکا جائے گا اور نہ ہی کسی کا کلیسا یا مجلس کی جگہ کو مسمار کیا جائے گا

جائیداد کے مالک اور کاروباری لوگوں سے سال کے صرف بارہ درہم لیے جائیں گے جبکہ درویشوں پر ایسا کوئی خرچ / محصول نہیں۔

حضور پاک نے یہ معاہدہ کیا اور تا قیامت اس پر عمل کرنے کو کہا

یروشلم کے عیسائیوں کے ساتھ میثاق عمر

حضرت عمر نے یہ معاہدہ فلسطین کے عیسائیوں کے ساتھ کیا یہ میثاق جزیہ کے بدلے عیسائیوں کو مذہبی اور سماجی

آزادی کی ضمانت دیتا ہے اس معاہدے کے بعد پانچ سو سالوں کی رومی حکومت کے بعد یہودیوں کو پہلی بار یروشلم میں عبادت کی اجازت دی گئی۔
آپؓ نے ان کے گرجوں کا منہدم نہ کرنے کا عہد کیا نہ ہی ان پر مذہب کے معاملے میں جبر کیا جائے گا۔
لہذا آپؓ نے اقلیتوں کو احساس تحفظ دیا۔ اور انہوں نے پہلی مرتبہ آزادی و مذہب کو محسوس کیا۔

خلفائے عباسی نے تو ذمیوں کے حقوق و مفادات کے تحفظ کے لیے الگ شعبہ قائم کر دیا تھا۔

اسلام میں اقلیتوں کے حقوق

۱۔ حق زندگی

اسلام نے غیر مسلم اقلیتوں کو حق زندگی دیا ہے جس طرح مسلمانوں کی زندگی قیمتی ہے بالکل اسی طرح ذمی کی زندگی بھی اہم ہے اگر کوئی مسلم غیر مسلم کو قتل کر دے تو مسلمان کی طرح قصاص کا حق حاصل ہے قرآن میں ارشاد ہوتا ہے

النفس بالنفس

جان کے بدلے جان

اس میں مسلم اور غیر مسلم میں کوئی فرق نہیں رکھا ہے۔

حدیث پاک میں ارشاد ہوتا ہے

جس نے کسی ذمی کو قتل کیا وہ جنت کی خوشبو نہیں سونگھے گا جو چالیس سال کی مسافت سے محسوس ہو

گی

حلف راشدین حضرت علی نے فرمایا

جو ہماری ذمہ داری میں ہے اس کا خون ہمارے خون کی مانند اور اس کا خون بہا ہمارے خون بہا کی مانند ہے

ii- حق مال

اسلامی ریاست اقلیتوں کو ان کے مال کا تحفظ بھی فراہم کرتی ہے ان کی جائیداد کاروبار کی حفاظت ریاست کا ذمہ ہے حضرت علی نے فرمایا

غیر مسلم شہریوں کے مال کی حیثیت مسلمانوں کے مال کی مانند ہے۔

iii- مذہبی آزادی

اسلامی ریاست میں غیر مسلم رعایا کو مکمل مذہبی آزادی حاصل ہوتی ہے اور ان کو زبردستی اپنا دین تبدیل کرنے کا نہیں کہا جاتا۔ کیونکہ قرآن مجید نے ایک بنیادی اصول بتایا ہے

لا اکراہ فی الدین یعنی دین میں کوئی جبر نہیں

اگر کوئی شخص خوشی سے اسلام قبول کرے تو اس کی اجازت ہوگی بالکل اسی طرح ان کی عبادتیں ان کی عبادت گاہوں کی حفاظت کو یقینی بنانا مسلمانوں کا فرض ہوگا حضرت خالد بن ولید نے حضرت ابوبکر کے دور خلافت میں جب حیرہ کا علاقہ فتح کیا تو یہ معاہدہ لکھا گیا تھا

ان کے گرجے برباد نہیں کئے جائیں گے نہ ان کو
سنکھ بجانے سے منع کیا جائے گا نہ عید کے دن
صلیب نکالنے سے ان کو روکا جائے گا"

معاشی حقوق

اقلیتوں اور غیر مسلموں کو اسلامی ریاست میں
تجارت اور مالی معاملات میں مکمل آزادی ہو گی
ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے ایک بوڑھے اندھے یہودی کو
کسی کے دروازے پر بھیک مانگتے دیکھا تو پوچھا بھیک کیوں
مانگتے ہو اس نے کہا اپنی ضرورت اور غربت کی وجہ سے
حضرت عمر اس کو اپنے گھر لے گئے اور اس کی معاونت
کی بعد میں کو بیت المال کے خزانچی کے پاس بھیجا اور کہا
خدا کی قسم یہ انصاف نہیں ہے کہ ہم ان کی جوانی میں تو
فائدہ اٹھائیں اور بڑھاپے میں چھوڑ دیں
چنانچہ اس کا وظیفہ مقرر کر دیا گیا
اسلام نے زکوٰۃ کے سوا دیگر صدقات اقلیتوں کو دینے
کی ترغیب دی ہے خاتم النبیین حضورؐ نے ایک یہودی
خاندان کو صدقہ دیا۔

قانونی مساوات

اسلامی ریاست میں اقلیتوں کو بھی عام مسلمان کی طرح
برابر کے قانونی حق حاصل ہیں قرآن مجید میں ارشاد
ہوتا ہے
اور کسی قوم کی دشمنی کے باعث ہرگز انصاف نہ چھوڑو عدل
کرو یہی بات تقویٰ کے ...

سیاسی نمائندگی کا حق

اسلامی ریاست میں اقلیتوں کو عام شہریوں کی طرح حق رائے دہی کا حق حاصل ہے مزید اقلیتوں کے لیے مخصوص نشستیں مقرر کی گئی ہیں تاکہ اقلیتوں کی بھی سیاسی نمائندگی ہو سکے۔ مزید پالیسی کو تشکیل کرتے وقت ان کی آراء کو بھی خصوصی اہمیت حاصل ہوتی ہے

حق ملازمت

اسلامی ریاست نے اقلیتوں کو کاروبار کرنے کی کھلی آزادی دی ہے مزید یہ کہ ان کو ملازمتوں میں ایک خاص حصہ دیا جاتا ہے جس سے نہ صرف ان کی معیشت بلکہ ملک کی معیشت بھی مضبوط ہوتی ہے

جزیہ کی نوعیت

اسلامی ریاست غیر مسلموں کو فوجی تحفظ فراہم کرنے کے عوض جزیہ وصول کرتی ہے خلفائے راشدین کے دور میں اس کی قیمت بہت معمولی تھی یہاں تک کہ زکوٰۃ سے کم رقم وصول کی جاتی تھی جزیہ صرف ان لوگوں سے وصول کیا جاتا تھا جو عملی طور پر جنگ میں حصہ لینے کے قابل ہوتے تھے بچوں بوڑھے بزرگ، خواتین سے نہیں لیا جاتا تھا جزیہ غیر مسلموں اقلیتوں کی مالی حالت کو دیکھ کر لگایا جاتا تھا آپ نے فرمایا

جو کوئی غیر مسلم پر ظلم روا رکھے گا یا اس کی استطاعت سے بڑھ کر اس پر ٹیکس لگائے گا روز محشر احتساب ہوگا۔

اسلامی ریاست غیر مسلموں، اقلیتوں کی حفاظت کرتی تھی لیکن موجودہ دور میں جزیہ کو مکمل طور پر ختم کر دیا گیا ہے کیونکہ اب اقلیتوں کو بھی مکمل حقوق حاصل ہیں۔

پاکستان میں اقلیتوں کے حقوق

پاکستان ایک اسلامی ملک ہے اس میں جہاں ایک طرف اقلیتوں کو تحفظ فراہم کیا جاتا ہے تو دوسری طرف مذہب کو بنیاد بنا کر کچھ شر پسند عناصر ان اقلیتوں کے حقوق کی پامالی کرتے ہیں۔ آسیہ بی بی قتل کیس میں بھی یہی انتہا پسندی کھل کر سامنے آئی ہے جس میں ذاتی تعصب کی بنا پر عیسائی عورت کو مذہب کے نام پر اپنی بربریت کا نشانہ بنایا گیا۔ یہ ہی نہیں بلکہ سیالکوٹ میں دوسری لنکن نوجوانوں کے ساتھ جو سلوک کیا گیا وہ بھی کسی ظلم سے کم نہیں۔ اسلام نے تو اقلیتوں کو بہت تحفظ فراہم کیا ہے ان کی جان مال کا تو کس طرح ہم مسلمان بغیر تحقیق کے ان اقلیتوں کی جان لے سکتے ہیں۔

تنقیدی جائزہ

اسلام ایک امن پسند دین ہے جس نے انسانیت کے لیے ایسے اصول قائم کیے جن کی مثال کسی بھی مذہب سے نہیں ملتی۔ یہ بات ...

مسلمان بلکہ غیر مسلم بھی مانتے ہیں کہ حضور پاکؐ بیں
قدر امن پسند انسان تھے آپ نے ایک انسان کے قتل
کو پوری انسانیت کا قتل قرار دیا۔ تو کس طرح آپؐ
کسی بھی ذی کا ناحق قتل کرنے کی اجازت دے سکتے۔
یہ انتہا پسندی فرقہ واریت ہمارے مذہب میں نہیں
ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم دوسروں کو انسان
سمجھیں اور ان کے حقوق کو تلف نہ کریں۔